قائداعظم کے حضور

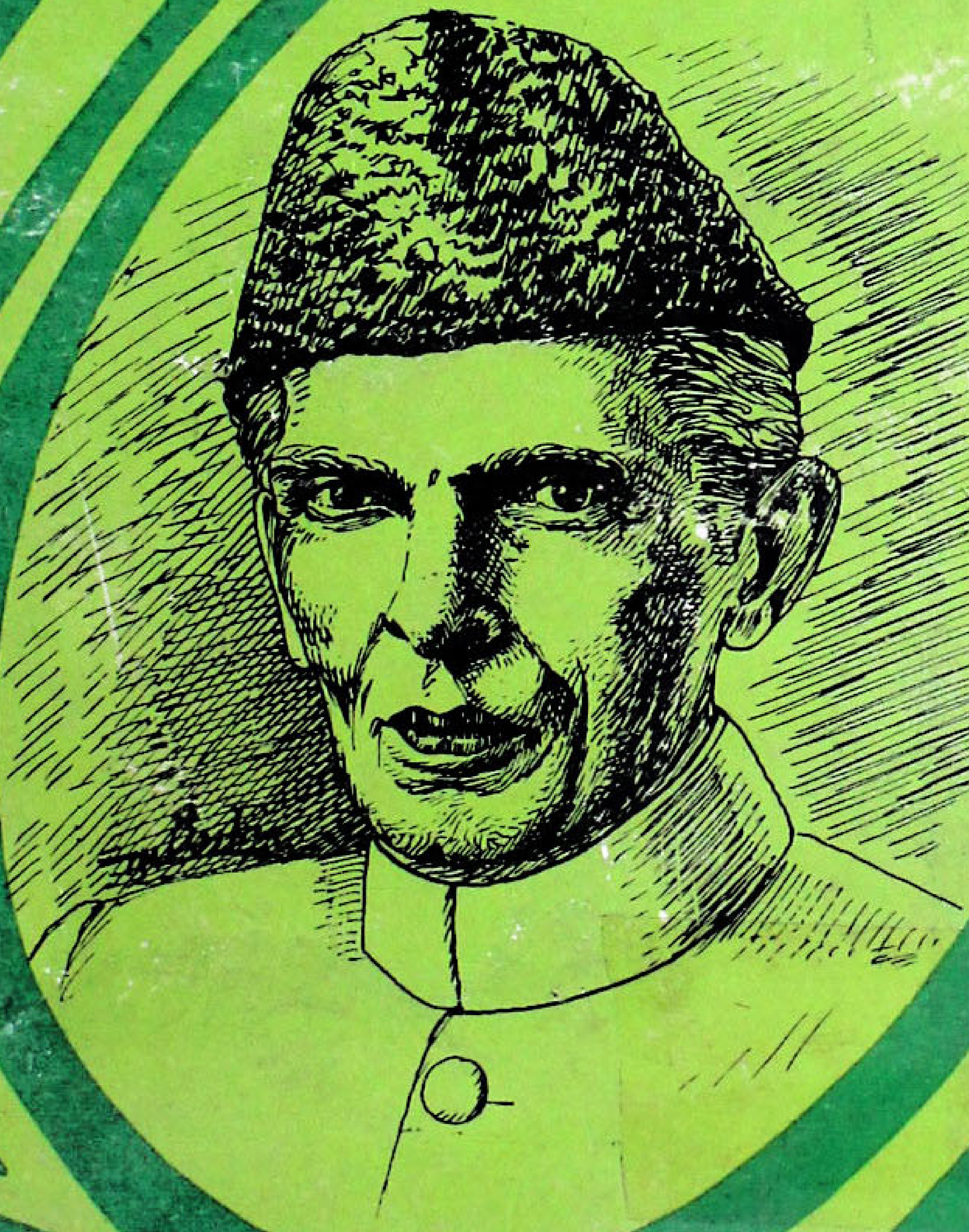

شہزاد پبلشرز - لاہور

قائدِ اعظم کے حضور

(شعراءِ کرام کا نذرانۂ عقیدت)

مرتّبین

مصباح الحق صدّیقی

ایم اے (اردو) ایم اے (لائبریری سائنس)

تسنیم کوثر گیلانی

ایم۔ اے۔ بی۔ ایڈ

شہزاد پبلشرز۔ لاہور

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ

136024

سنِ طباعت ۱۹۷۶

تعداد ایک ہزار

قیمت ۱۶ روپے

ناشر

شہزاد پبلشرز

۱- جان محمد روڈ - انارکلی، لاہور

طابع

وفاق پرنٹنگ پریس

ایبٹ روڈ، لاہور

انتساب

محترمی جناب مولانا کوثر نیازی صاحب

وفاقی وزیر برائے مذہبی و اقلیتی امور حکومت

پاکستان کے نام ....

عرضِ احوال

غالباً گزشتہ دسمبر کا واقعہ ہے کہ محترم جناب ایس اے حامد صاحب، پرنسپل ایم۔ اے۔ او کالج لاہور، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری تشریف لائے۔ انھیں کالج میگزین کے قائدِ اعظم نمبر کے لیے میاں بشیر احمد کی مشہور نظم:

"ملّت کا پاسباں ہے محمد علیؒ جناح"

درکار تھی۔ چنانچہ پرانے اخباروں کی فائلوں میں یہ نظم تلاش کی گئی اور موصوف کو مطلوبہ نظم دیدی۔ اس دوران میں ہمیں یہ خیال آیا کہ پاکستان کے شعراء کا ہے گاہے قائدِ اعظم کی خدمت میں جو نذرانہ ہائے عقیدت پیش کرتے رہے ہیں، ان میں سے اگر کچھ رنگا رنگ پھول چن کر ایک گلدستہ بنا دیا جائے، تو یہ بھی قائدِ اعظمؒ کی خدمت میں خراجِ عقیدت پیش کرنے کا ایک دلکش اسلوب ہوگا۔ یہی خیال "قائدِ اعظم کے حضور" کی طباعت کا باعث بنا۔

اس سلسلہ میں ہمارے محبوب وزیرِ اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب قابلِ صد مبارکباد ہیں کہ انھوں نے ۱۹۷۶ء کو قائدِ اعظم کا سال قرار دیکر ان کی دلنشیں اور دلکش شخصیت کے نقوش اجاگر کرنے اور ان کی بانیٔ پاکستان اور ملّتِ اسلامیہ برصغیر کے ایک زبردست وکیل ہونے کی حیثیت کو مزید نمایاں کرنے کے مواقع بہم پہنچائے۔

ہم جناب مولانا کوثر نیازی وفاقی وزیر برائے مذہبی امور کے تہہِ دل سے ممنون ہیں کہ انھوں نے نہ صرف ہماری اس حقیر کوشش کو اپنے نام معنون کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی، بلکہ بانیٔ پاکستان حضرت قائداعظم کی خدمت میں اپنا نذرانۂ عقیدت بھی شامل کرنے کے لئے ارسال کیا۔

مزید عرض ہے کہ ہمارے لئے یہ دشوار تھا کہ ہم ان تمام شعرائے کرام کا، جن کا کلام زیرِ ترتیب مجموعے میں شامل ہے۔ فرداً فرداً شکریہ ادا کرتے۔ لہٰذا بصمیمِ قلب ان شعرا کے تہہ دل سے ممنون ہیں۔ جن کی اجازت کے بغیر ان کا کلام اس مجموعہ میں شامل کیا گیا ہے۔

مرتّبین:

مصباح الحق صدیقی

و

تسنیم کوثر گیلانی

"تعارُف"

قائدِ اعظمؒ کے حضور، شعرائے کرام کے نذرانہ ہائے عقیدت کا یہ انتخاب اس کے مرتبین (مصباحُ الحق صدیقی اور تسنیم کوثر گیلانی) کے حسنِ عقیدت، حسنِ ذوق اور حسنِ انتخاب کا ایک دلربا اور ولولہ انگیز اظہار ہے۔ قائدِ اعظم کی عظیم شخصیت کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ اور ابھی بہت کچھ لکھا جائیگا اور لکھا جانا چاہیئے مگر شعر کی بات اور ہے۔ یہاں شاعر ایک نظم بلکہ صرف ایک شعر میں بھی اس شخصیت کے تاریخی اثرات و احسانات کا احاطہ کر لینے پر قدرت رکھتا ہے اور زیرِ نظر انتخاب میں ایسی نظمیں اور ایسے اشعار بہ کثرت موجود ہیں جن میں مُسلمانانِ برِصغیر کی ایک صدی کی تحریکِ آزادی کا نقطۂ اوج مجسّم ہو کر سامنے آجاتا ہے۔

اس انتخاب کے مرتبین، اہلِ تاریخ و سیاست اور اہلِ علم و فن کی طرف سے دلی تبریک و تعاون کے مستحق ہیں کہ انھوں نے محض سیاسی نقطۂ نظر ہی سے نہیں بلکہ علمی نقطۂ نظر سے بھی قائدِ اعظمؒ کی کامیاب جدّوجہد کے مثبت نتائج کی تہذیبی اور ادبی تحسین کا آغاز کیا ہے۔

احمد ندیم قاسمی

لاہور　　　　۲۳ر اگست ۱۹۷۶ء

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوان	شاعر	صفحہ نمبر
۱	مرد راہ داں	عبدالرؤف عروج	۵
۲	قائداعظم کی سالگرہ پر	میاں بشیر احمد	۷
۳	اے قائدِ مرحوم	حسن اختر جلیل	۸
۴	نقش نوح	آرزو لکھنوی	۹
۵	محسنِ اعظم	سید آل رضا لکھنوی	۱۰
۶	بیادِ قائداعظم محمد علی جناحؒ	احسان دانش	۱۱
۷	دمِ شمشیر	اسد ملتانی	۱۲
۸	خراجِ عقیدت	اکبر کاظمی	۱۴
۹	قائدِ اعظمؒ	اکرم طاہر	۱۶
۱۰	قائداعظمؒ کا پیغام	الطاف مشہدی	۱۸
۱۱	محمد علی جناح	میاں بشیر احمد	۲۰
۱۲	قائداعظمؒ کے حضور میں	ڈاکٹر [illegible] مرحوم	۲۲
۱۳	قائداعظمؒ کے بعد	جمیل [illegible]	۲۴
۱۴	میرِ کارواں	ابوالاثر حفیظ جالندھری	۲۵
۱۵	قائدِ اعظم	حفیظ ہوشیارپوری	۲۶

نمبر شمار	عنوان	شاعر	صفحہ نمبر
۱۶	قائدِ قوم	پروفیسر محی الدین خلوت	۲۷
۱۷	بہ یاد قائدِ اعظمؒ	رازؔ یوسفی	۲۸
۱۸	امیرِ کارواں	راغبؔ مرادآبادی	۲۹
۱۹	راہی	رضا ہمدانی	۳۰
۲۰	تیرے عزمِ مصمم کی قسم	روحی کنجاہی	۳۱
۲۱	بیادِ قائد	سہ نہ نبی	۳۳
۲۲	شاہِ شمشاد قداں خسروِ شیریں دہناں	عطاءؔ اللہ سجاد	۳۴
۲۳	مسٹر محمد علی	سید سلیمان ندوی	۳۵
۲۴	ملا نہ پھر کہیں لطف کلام تیرے بعد	سیف الدین سیف	۳۶
۲۵	تصویرِ عظمت	سید شبیرؔ بخاری	۳۷
۲۶	گیارہ ستمبر	مشرقی بن شائق	۳۸
۲۷	بیادِ قائدِ اعظم	شکیب جلالی	۴۰
۲۸	آماجگاہِ نظر (مزارِ قائدِ اعظمؒ)	عبدالغنی شمس۔	۴۱
۲۹	سروِ ریاضِ پاکستان	شیر افضل جعفری	۴۳
۳۰	ترانہ	صدیق کلیم	۴۴
۳۱	قائدِ اعظم زندہ ہے	سید ضمیر جعفری	۴۶
۳۲	بہ ترا سال قائدِ اعظمؒ	طاہر علی رضوی	۴۸
۳۳	پاکستان	مولانا ظفر علی خاں	۴۹

نمبر شمار	عنوان	شاعر	صفحہ نمبر
۳۴	قندیل آرزو	سید عابد علی عابد	۵۰
۳۵	قائد اعظمؒ	عبرت صدیقی	۵۱
۳۶	معمارِ پاکستان کے حضور میں	عشرت رحمانی	۵۳
۳۷	قائد اعظم کا نام	عبدالعزیز فطرت	۵۴
۳۸	میر کارواں کا پیغام	قتیل شفائی	۵۵
۳۹	قائد اعظمؒ	قمر لدھیانوی	۵۶
۴۰	قائدِ اعظم کی آواز	قیوم نظر	۵۷
۴۱	تجدیدِ عہد	سید عطا حسین کلیم	۵۹
۴۲	اے قائدِ اعظمؒ	مولانا کوثر نیازی	۶۱
۴۳	یادوں کی بارگاہ میں	لیاقت صہبائی	۶۳
۴۴	شعلہ و شبنم	ماہر القادری	۶۵
۴۵	قائد اسلامیاں تو تھا	مرتضیٰ علی زیدی	۶۷
۴۶	قائد اعظمؒ	معین الدین قریشی	۶۸
۴۷	قائد اعظمؒ	مقبول احمد سعید	۶۹
۴۸	قائد اعظمؒ کے بعد	منظر صدیقی اکبر آبادی	۷۰
۴۹	پاکستان اور قائد اعظمؒ	منظور احسن عباسی	۷۱
۵۰	شعلۂ مآب	قمر ہاشمی	۷۳
۵۱	قائد اعظمؒ	احمد ندیم قاسمی	۷۵
۵۲	ایک منزل ایک قدم	نور بجنوری	۷۷

نمبر شمار	عنوان	شاعر	صفحہ نمبر
۵۳	بیادِ قائدِ اعظمؒ	محمد قاسم نوری	۷۹
۵۴	قائدِ اعظمؒ	عاطر ہاشمی	۸۰
۵۵	مردِ حق گو	عارف حجازی	۸۱
۵۶	یومِ قائدِ اعظمؒ	ظہیر نیاز بیگی	۸۴
۵۷	قائدِ اعظم کے حضور میں	توقیر زہرا	۸۵
۵۸	حضرت قائدِ اعظم سے	زاہد الحسن زاہد	۸۶
۵۹	۲۵ دسمبر	شاہد رومانی	۸۸
۶۰	قائدِ اعظم کے حضور	مصباح الحق صدیقی	۸۹
۶۱	بدل دیں قائدِ اعظم نے اک ملت کی تقدیریں	بشیر فاروق	۹۰
۶۲	نذرانۂ عقیدت	شمس وارثی لکھنوی	۹۱
۶۳	رہبر	منظور عارف	۹۳
۶۴	ذکرِ قائد	راجہ رشید محمود	۹۵
۶۵	قائدِ اعظم کے حضور	تسنیم کوثر گیلانی	۹۷
۶۶	حسرتِ تعمیر	ناصر کاظمی	۹۹
۶۷	لہرایا ترے ہاتھ نے اسلام کا پرچم	صغیر حسین خاں نظیر لدھیانوی	۱۰۱
۶۸	قائدِ اعظمؒ	ہدایت اللہ اختر	۱۰۳

مردِ راہ داں

عبدالرؤف عروج

قبائے شب پہ ستاروں کی ملگجی سی لکیر — سرشکِ دیدۂ دل کی بہار کاری تھی
سکوت چیخ رہا تھا خلائے وحشی کا — سکوں نژاد فضاؤں میں بیقراری تھی
نہ آرزو نہ تمنا نہ آگہی نہ طلب — دلوں پہ ایک گماں زاد موت طاری تھی

عمیق سوچ کی دانش گداز راتوں میں — کوئی چراغ نہ تھا اہلِ کارواں کے لئے
فتادہ گام۔ بہر گام صاحبانِ سفر — ترس رہے تھے کسی مردِ راہ داں کیلئے

قلندرانہ عزائم کی مشعلیں لے کر — بہ التہابِ جنوں ایک رہنما اُٹھا
رکھی تھی نبضِ زمانہ پہ انگلیاں اسکی — مزاجِ عصر کو پہچانتا ہوا اُٹھا
نشاطِ کارِ ہوس کے طلسم ٹوٹ گئے — حجابِ مرحلۂ فکر و ارتقا اُٹھا

دمِ مسیح وہی تھا وہی یدِ بیضا، — کفِ غبار کو تنویرِ آفتاب ملی
حریفِ ورطۂ غم، کوکبِ جلال ہوئے — ضمیرِ وقت کو تقدیرِ انقلاب ملی

جمودِ کہنہ و افسردہ کی گرانی میں — دلوں کو دولتِ انوار سونپ دی اس نے
غمِ حقائقِ سنگیں کے زیردستوں کو — متاعِ عظمتِ کردار سونپ دی اس نے

اسی کا سازِ درا - یعنی اتحاد و عمل
یہ اہتمام یقیں حوصلہ بڑھاتا ہے

قدم قدم پہ نئی منزلیں اُبھرتی ہیں
اسی کا سحرِ نظر راستہ دکھاتا ہے

اسی کی رُوح کا پرتو اسی کے عزم کا عکس
دل و دماغ کے پردوں پہ تھرتھراتا ہے

نشیدِ حُرّیتِ فکر، آرزو اس کی
اسے زمانہ بڑی حیرتوں سے تکتا ہے

یہ بیکرانہ و مستانہ زندگی کا خرام
یہ ارتقائے قدم کون روک سکتا ہے

سلام اس کے خجستہ نظر جوانوں پر
گزر رہے ہیں ہر اک رہ سے سر اُٹھائے ہوئے
جنوں نے محو کیے نسل و رنگ کے طاغوت
خیالِ فکر و نظر کی صفیں جمائے ہوئے

قائدِ اعظم کی سالگرہ پر!

میاں بشیر احمد

گلشنِ ہند میں ہے پھول کھلا آج کے دن
جس کی خوشبو سے مہکتی ہے فضا آج کے دن

آج دنیا میں بہار اور خزاں سرسٹھ بار
رنگ و بو پھر بھی ہے اس گل کا سوا آج کے دن

آج کے دن جو کراچی میں ہوا وہ پیدا
روح پرور ہے کراچی کی ہوا آج کے دن

ہے مسلماں کے لئے بھی یہ بڑا دن "لاریب"
اک مسیحا نفس اس کو بھی ملا آج کے دن

قطرۂ خوں جو گرا اس کا تو اٹھی یہ صدا
"غازیٔ قوم ہے رشکِ شہدا آج کے دن"

قوم کی راہ نمائی کرے سو سال جیئے
دلِ مسلم سے نکلتی ہے دعا آج کے دن

مرے قائدِ مرحوم

حسن اختر جلیل

پنہاں تھی تری خاک میں وہ آتش موہوم
اک روز بدلنا تھا جسے قوم کا مقسوم
ہمت تھی تری اور مدد قادر و قیوم
اے قائدؒ مرحوم ! مرے قائدِ مرحوم

بھڑکی جو وہ آتش تو جلا خرمنِ باطل
وہ قوم ہوئی گردش دوراں کے مقابل
درپے تھا دو صد سال سے جس کے فلک شوم
اے قائدِ مرحوم ! مرے قائدِ مرحوم

رستے میں نمودار تھے سو طرح کے پیچاک
لیکن نہ رکا قافلہ جرأت بے باک
آزاد ہوئے تیری قیادت میں یہ محکوم
اے قائدِ مرحوم ! مرے قائدِ مرحوم

اے رہبر فرزانہ و اے مردِ یگانہ
ترسے گا قیادت کو تری ایک زمانہ ،
سرنامۂ ہستی پہ ترا نام ہے مرقوم
اے قائدؒ مرحوم ! مرے قائدِ مرحوم

نقشِ لوح

آرزو لکھنوی

شاد جو نیک ذات سے ربِ انام ہو گیا　　مل کے محمد و علی ایک ہی نام ہو گیا
چھا گئیں آ کے آرزو دونوں جہاں کی برکتیں　　عقل کنیز ہو گئی، ہوش غلام ہو گیا
قوم کی نبض انتشار رو بہ زوال دیکھ کر　　چارہ گری کچھ ایسی کی ٹھیک نظام ہو گیا
جوشِ عمل بلاغرض، حسنِ سلوک بے ریا　　یوں ہوا وقفِ کارِ قوم فخرِ انام ہو گیا
ایک زبان ایک بات پہ لگے ہوئے تھے کان　　منہ سے جو کچھ نکل گیا حکم وہ عام ہو گیا
بہرِ اطاعت آپ ہی جھک گئے سرکشوں کے سر　　دارِ فتن تھا جو مقام دارالسلام ہو گیا
کم تھا نہ خوابِ قوم کا، خوابِ گرانِ مرگ سے　　چونکے تو چونکے اس طرح سونا حرام ہو گیا
تیز سے تیز تر ہوا جوش میں جذبۂ عمل　　فاصلہ جو منزلوں کا تھا ایک ہی گام ہو گیا
مہلتِ دم زدن کہاں، کثرتِ کار کے سبب　　رات بھی ختم ہو گئی دن بھی تمام ہو گیا
فوقِ تدبرِ جناح، مان گئے مدبرین　　بحث تمام ہو گئی ختم کلام ہو گیا
جنگ بغیر فتحیاب، خون بغیر سرخرو　　یوں جو کبھی ہوا نہ تھا یوں ہی وہ کام ہو گیا

بن گئی سلطنت نئی، ہو گئی قوم حکمراں
اُٹھ گیا کہہ کے کارکُن کام تمام ہو گیا

محسنِ اعظمؒ

سیّد آلِ رضا لکھنوی

تو اپنا محسنِ اعظم ہے قائدِ اعظم
ترا خیال، ترا پاسِ غم کبھی نہ مٹے

چمک جو ہوتی ہے داغِ اَلم میں رہ کر
یہ رہنمائی داغِ اَلم کبھی نہ مٹے

خدا سے لے کے دیا تو نے ہم کو پاکستان
یہ وہ کرم ہے کہ یادِ کرم کبھی نہ مٹے

سمجھ کے کچھ تو یہ نعمت عطا ہوئی ہمکو
یہ فکرِ معتبر و تازہ دم کبھی نہ مٹے

اس اقتدار پہ فائز کیا ہمیں تو نے
کہ نبھ سکے تو یہ اپنا بھرم کبھی نہ مٹے

تری طرح جو سمجھ لیں مزاجِ خودداری
خودی کا پاس، خدا کی قسم کبھی نہ مٹے

ہوائیں خاک اڑاتی ہیں اور اڑائیں گی
خدا کرے ترا نقشِ قدم کبھی نہ مٹے

بیادِ قائدِ اعظم محمدؐ علی جناحؒ

احسان دانش

اک میرِ کارواں کا سفر یاد آ گیا — آنکھوں کو سیلِ خونِ جگر یاد آ گیا
اِک چیخ تھی جو قوم کو بیدار کر گئی — اِک موج تھی جو دامنِ دریا کتر گئی
سیلاب تھا جو سب خس و خاشاک لے گیا — خفتہ دلوں کو جذبۂ بیدار دے گیا
اک ابر تھا جو دشت کو سیراب کر گیا — مرتی ہوئی زمین کو شاداب کر گیا
اک روشنی تھی جس نے اجالے ہیں راستے — شعلوں کے جنگلوں سے نکالے ہیں راستے
اِک نور تھا جو نار کو خاموش کر گیا — پستی کو بامِ طور کے ہمدوش کر گیا
اک ابر تھا جو بادہ لٹاتا گزر گیا — اِک شعلہ پر تھا، گونجتا گاتا گزر گیا
اِک صاحبِ جفا تھا جو کام اپنا کر گیا — جس سمت آنکھ اُٹھ گئی عالم سنور گیا
اب یہ دعا کرو کہ ہو اس ملک کو ثبات — جس سے ملی ہے ہم کو نئی قوتِ حیات
پیدا ہوں اہلِ علم و عمل جا بجا یہاں — دانشوروں میں دین اُتارے خدا یہاں
ہر عسکری وراثتِ حق کا امین ہو — ہر آدمی پہ مردِ خدا کا یقین ہو

ہر فرد سے ہو اسوۂ صفدار آشکار
لوٹ آئے صحنِ باغ سے جاتی ہوئی بہار

دمِ شمشیر

اسدؔ ملتانی

نطق فریادی ہے کس کی شوخیٔ تقریر کا
ہوگیا مشکل تحمّل شعلۂ تاثیر کا

کٹ گیا دورِ غلامی ، بٹ گیا برِّ عظیم
مردِ حق کا قولِ فیصل تھا کہ دمِ شمشیر کا

شاعرِ مشرق نے پاکستان کا دیکھا تھا خواب
قائدِ اعظم نے ساماں کر دیا تعبیر کا

عصرِ حاضر کی سیاسی ظلمتوں کے درمیاں
نورِ حق کرنا عیاں ، لانا تھا جوئے شیر کا

حرّیت کے ایک ہی پہلو پہ تھی سب کی نظر
دوسرا رُخ اس نے روشن کر دیا تصویر کا

قوّتِ عزم و یقیں سے اس نے ثابت کر دیا
کس طرح تدبیر کرتی ہے عمل تقدیر کا

تھا سبب حسنِ تدبّر حق پرستی اور خلوص
رہبرِ فرزانہ کی اس قوّتِ تسخیر کا

معجزے سے کم نہ تھی گو کشورِ نو کی بنا
مرحلہ دشوار تر ہے قوم کی تعمیر کا

ربطِ ملّت کے لئے درکار ہے ایسا نظام
جو کہ صورت گر بنے ہر فرد کی تقدیر کا

اس کی مضبوطی پہ کر سکتے ہیں کیونکر اعتماد
ایک بھی حلقہ اگر کمزور ہو زنجیر کا

قائدِ اعظمؒ رہے گا خُلد میں بھی بے قرار
حل نہیں ہوتا ہے جب تک مسئلہ کشمیر کا

خراجِ عقیدت

اکبر کاظمی

وفا شعار خود آشنا شعور پرست
تری خودی کے تقدس کے اب بھی قائل ہیں
خود آگہی کے امیں راست گوئی کے شیدا
ترے شعور و تدبّر کے اب بھی سائل ہیں
ترے مذاقِ عمل سے حیاتِ نو لے کے
روش روش پہ چمن کی نیا نکھار آیا

ترا خلوص ترا عزم اور ترا ایثار
مرے وطن کے لئے اک عظیم دولت ہے
وطن کو اب بھی حقیقی مسرتوں کے لئے
اُسی بصیرت و اخلاص کی ضرورت ہے

ذرا یہ پوچھ تو ملّت کے ناخداؤں سے
دیئے تھے تو نے جو گلشن کو پھول زندہ ہیں
جو ہو سکے تو کسی گوشۂ عمل سے پکار
وہ قوم زندہ ہے جس کے اصول زندہ ہیں
عظیم راہنما ارضِ پاک کے خالق
یہ دور تیری قیادت کو یاد کرتا ہے

قائدِ اعظمؒ

اکرم طاہر

پھر قوم ہے اور دشمنوں کی یورشِ پیہم
پھر ارضِ وطن خونِ شہیداں سے ہوئی نم
اے قائدِ اعظم ________

کفّار کی یلغار ہے بڑھتی ہوئی یلغار
اور غازیوں کا وار، بہر سمت دما دم
اے قائدِ اعظمؒ ________

ہم صفحۂ ایّام پہ اک حرفِ جلی ہیں
ہم ہیں ترے ایمان کی تصویرِ مجسّم
اے قائدِ اعظمؒ ________

یہ ہاتھ تو کٹ سکتے ہیں وہ گر نہیں سکتا
ہم نکلے ہیں اس شان سے لیکر تیرا پرچم
اے قائدِ اعظمؒ ________

ایمان ہے تنظیم ہے اور جوشِ اخوّت
صد شکر کہ اب کے سر و ساماں نہیں کم
اے قائدِ اعظمؒ ________

تو نے جو دیا تُند ہواؤں میں جلایا
ہے خوں سے ہمارے کبھی روشن کبھی مدھم
_____________ اے قائدِ اعظمؒ

پھر آج تری روح سے پیماں ہے ہمارا
کٹ جائیں گے میدان سے ہٹنے کے نہیں ہم
_____________ اے قائدِ اعظمؒ

قائدِ اعظمؒ کا پیغام

الطاف مشہدی

کل شام کہ تخیل کو سوجھے تھے طرارے
اُگ آئے تھے افلاک کی کھیتی میں ستارے

کرنوں کی جبینیں تھیں تبسّم ہی تبسّم
جھونکوں کی زبانیں تھیں ترنّم ہی ترنّم

ہر پھول کی پیشانی میں اک نور تھا بیدار
ندّی کی رَوانی میں بھی اک طور تھا بیدار

ہر لمحے کی آغوش میں فانوس جلا تھا
نغمات کی انگڑائی میں ماحول ڈھلا تھا

نیندوں کے در و بام پہ پر تول رہا تھا
خوابوں کی بلندی سے کوئی بول رہا تھا

اے قوم کی قسمت کے چمکتے ہوئے تارو
تفریق کے سورج کو دھندلکوں میں اتارو

جن ہونٹوں میں دیکھے گئے سونے کے نوالے
ان ہونٹوں پہ اب ڈال دو فولاد کے تالے

انسان کے پہرے میں ہوں انسان کے اوسان
تاریخ ہے اس مصلحت وقت پہ حیران

انسان کی تحویل میں انسان کا فرزند
ہو جاتا نہیں کس لئے انفاس کا دربند

لے آؤ بیابان میں گلشن کی ہوا کو
ہموار بنا ڈالو بم و زیر فضا کو

محمد علی جناح

میاں بشیر احمد

مِلّت کا پاسباں ہے محمد علی جناح
مِلّت ہے جسم - جاں ہے محمد علی جناح

صد شکر پھر ہے گرمِ سفر اپنا کارواں
اور میرِ کارواں ہے محمّد علی جناح

بیدار مغز - ناظمِ اسلامیانِ ہند
ہے کون؟ بے گماں ہے محمد علی جناح

تصویرِ عزم، جانِ وفا، روحِ حُرّیت
ہے کون بے گماں ہے محمد علی جناح

رکھتا ہے دل میں تاب و تواں نو کروڑ کی
کہنے کو ناتواں ہے محمّد علی جناح

رگ رگ میں اس کی ولولہ ہے حُبِّ قوم کا
پیری میں بھی جواں ہے محمّد علی جناح

لگتا ہے ٹھیک جا کے نشانے پہ جس کا تیر
ایسی کڑی کماں ہے محمّد علی جناح

ملّت ہوئی ہے زندہ پھر اس کی پکار سے
تقدیر کی اذان ہے محمّد علی جناح

غیروں کے دل بھی سینے کے اندر دہل گئے
مظلوم کی فغاں ہے محمّد علی جناح

اے قوم اپنے قائدِ اعظم کی قدر کر
اسلام کا نشاں ہے محمّد علی جناح

عمرِ دراز پائے مسلماں کی ہے دعا
ملّت کا ترجماں ہے محمد علی جناح

نوٹ: یہ نظم آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو اقبال پارک (سابقہ منٹو پارک) میں قائدِ اعظم کی صدارت میں پڑھی گئی۔

قائدِ اعظمؒ کے حضور میں

ڈاکٹر تاثیر مرحوم

ریاض عرش کی زینت ہے آشیاں تیرا
تری نوا کے مناسب ہے گلستاں تیرا
فضائے عرشِ معلّٰی میں شادکام ہے تُو
بقدرِ ہمّتِ عالی، فلک مقام ہے تُو
مقامِ اوج پہ تکمیلِ ذات کرتا ہے،
خدائے عرش سے کسبِ صفات کرتا ہے
ترے جہاں میں زمان و مکاں کی قید نہیں
یہاں کی قید نہیں ہے وہاں کی قید نہیں

136026

کبھی یہاں کا بھی آیا ہے پر خیال تجھے
ملائکہ نے کہا ہے ، ہمارا حال تجھے
ترے طریق پہ چلتا ہے کارواں تیرا ؟
ہمارے ملک میں ہے کوئی راز داں تیرا

قائدِ اعظمؒ کے بعد

جمیل نقوی

تیرگی اُمڈی، فضاؤں سے اُداسی برسی
راہبر قافلہ والوں سے کہیں چھوٹ گیا

زندگی موت سے سرگوشیاں کرنے کو بڑھی
سانس رُکنے لگا احساس کا دم ٹوٹ گیا

حال نے ماضی کے پردوں کو اُلٹنا چاہا
سرد پتھریلی سیاہی کے سوا کچھ نہ ملا

ہر طرف پھیلے ہوئے دُھندلے بھیانک سائے،
وقت کو تیرہ نگاہی کے سوا کچھ نہ ملا

یہ بھی ممکن تھا سسکتے ہوئے غمگیں لمحے
وقت کی گود میں سو جائیں ہمیشہ کیلئے

آرزوؤں کے محلوں میں اندھیرا چھا جائے
آخری بار بھڑک اُٹھیں تصوّر کے دیئے

لیکن اک مردِ مجاہد نے بہ اندازِ جمیل
ڈگمگاتے ہوئے حالات کا رُخ موڑ دیا

عزم، "تنظیم، اخوت" کی جلائی قندیل
ایک پر ہول اندھیرے کا سکوں توڑ دیا

جھلملاتے ہوئے تاروں کی نگاہیں جھپکیں
چاند اک اُبھرا فضاؤں سے مگر ڈوب گیا

"خوش درخشید ولے جلوہ مستعجل بود"
پیکرِ نور اِدھر نکلا اُدھر ڈوب گیا

بہتے دریاؤں کا رُخ پھیرنا دشوار نہیں
عقلِ انسان بدل دیتی مؤرخ کی چال

آسماں بدلے، زمیں بدلے، زمانہ بدلے
لیکن احکامِ مشیّت کا بدلنا ہے محال

میرِ کارواں

ابوالاثر حفیظ جالندھری

اس کی نگاہ ، ظلم شکن ، برق پاش تھی
سیلابِ بے پناہ میں ساحل تراش تھی
کشتی میں تھا وہ عزم کے دریا لئے ہوئے

کشتی کو ڈوبنے سے بچاتا ہوا بڑھا
ملّت کے حوصلوں کو بڑھاتا ہوا بڑھا
نکلا بھنور سے قوم کا بیڑا لئے ہوئے

اس ناخدا کو دستِ خدا نے اُٹھا لیا
غازی کو بڑھ کے سایۂ رحمت نے چھا لیا
رخصت ہوا شہید کا رُتبہ لئے ہوئے

قائدِ اعظمؒ

حفیظ ہوشیارپوری

مزارِ قائدِ اعظم پہ زائروں کا ہجوم
نیاز و عجز کے عالم میں سر جھکائے ہوئے
جبیں پہ گردِ الم بے کسی نگاہوں میں
دلوں کو محشرِ ضبط و سکوں بنائے ہوئے
بتا رہا ہے یہ اندازِ خود فراموشی
کسی کی یاد کو سینوں سے ہے لگائے ہوئے
یہ فرطِ جوشِ عقیدت یہ انتہائے خلوص
مگر چراغ ارادوں کے جھلملائے ہوئے

جبیں پہ گردِ الم دل میں یاد لب پہ دُعا
اسی کو زیست کا حاصل سمجھ لیا تم نے
حریفِ پائے طلب بن سکا نہ دستِ دُعا
وہ جس نے آج بلندی پہ تم کو پہنچایا،
اب اس کی خاک کو منزل سمجھ لیا تم نے
بڑھے چلو کہ تمہیں فرصتِ دُعا بھی نہیں
بڑھے چلو کہ اسے حاجتِ دُعا بھی نہیں

قائدِ قومؒ

پروفیسر محی الدّین خلوت

اے صدرِ بزمِ علم و عمل پیکرِ یقیں — تاباں ہے مثلِ ماہِ منوّر تری جبیں
تو نے بنایا قوم کا درد آشنا ہمیں — تاریکیٔ حیات میں بخشی ضیا ہمیں
دن قوم کے پھرے تری سعیِ بلیغ سے — ہر سمت جام چھلکے مئے انبساط کے
جب تک شعاعِ مہر سے رقصاں ہے روئے آب — جبتک مزاجِ دہر میں ہے رنگِ انقلاب
جب تک چمن میں فصلِ بہاراں کا ہے گزر — جبتک چمن میں کھلتے ہیں غنچے دمِ سحر

قائم رہے گا صفحۂ ہستی پہ تیرا نام ،
رحمت کے پھول برسیں گے تربت پہ صبح و شام

بہ یادِ قائدِ اعظمؒ

راز یوسفی

خوں چکیدہ ہی رہا دیدۂ تر تیرے بعد
پھر رفو ہو نہ سکا چاکِ جگر تیرے بعد

اُلجھے اُلجھے سے رہے فکر و نظر کے گیسو
کھوئے کھوئے سے رہے شام و سحر تیرے بعد

پھیکی پھیکی سی رہی محفلِ مہتاب و نجوم
شب گزیدہ سا رہا نورِ سحر تیرے بعد

قلبِ مجروح کو پھر مرہمِ تسکیں نہ ملا
تشنۂ دید رہا ذوقِ نظر تیرے بعد

پا کے منزل نہ رہا جن کو شعورِ منزل
وائے ناکامیٔ اربابِ سفر! تیرے بعد

گو زمانے نے بہت کروٹیں بدلیں، لیکن
منتظر تیرے رہے اہلِ نظر تیرے بعد

امیرِ کارواں

راغب مُرادآبادی

زہے اے قائدِ اعظمؒ امیرِ کارواں تو تھا
مسلمانانِ مشرق و غرب کی روحِ رواں تو تھا

بیاں کرتا تھا تو تفسیرِ آئینِ جہانبانی
یقیناً ہر نظامِ سلطنت کا رازداں تو تھا

نظر سے اہلِ ایماں کی ترے جوہر نہ تھے مخفی
متاعِ عظمتِ دینِ مُبیں کا پاسباں تو تھا

ستائش کی نہیں محتاج تیری شانِ دارائی
تعالیٰ اللہ مسلمانوں کے دل پر حکمراں تو تھا

کیا ہر عقدۂ مشکل کو آسانی سے حل تو نے
مسلمانوں کو بخشی ندرتِ فکر و عمل تو نے

وہ آ پہنچی ترے ہر خواب کی تعبیر کی منزل
نہیں کچھ دُور اب آزادیٔ کشمیر کی منزل
ہاں شمع رو ترا نقشِ قدم اے قائدِ اعظمؒ
ترے عزمِ مصمم کی قسم اے قائدِ اعظمؒ

بیادِ قائد

سبطِ نبی

تیری اک آواز لاکھوں ظلمتوں کو کھا گئی
قوم کی ڈوبی ہوئی کشتی کنارے آ گئی

تو نے ملّت کو دیا درسِ جہادِ زندگی
سینکڑوں سالوں سے جو زنجیرِ استبداد کی
قوم کے احساس کا تازہ لہُو پیتی رہی،
تو نے اے قائد! وہ زنجیرِ غلامی توڑ دی

تیرا احساسِ تگ و دَو تیرا پیمانِ قومی
ایک ہی جنبش سے دنیا میں اُجالا کر گیا

شاہِ شمشاد قداں خسروِ شیریں دہناں

عطاء اللہ

حافظ

[redacted]

اس کی زیبائی قامت تھی قیامت کا نشاں
اس گلستان میں تھا وہ شہِ شمشاد قداں

اس کے ہر گام پہ اک حشر بپا ہوتا تھا
اس کے انداز کو پہنچا نہ کوئی سرو رواں

اس کے ہر لفظ میں اک سحر تھا، رعنائی تھی
اس کے ہر لفظ میں تھا سوزِ دروں، عزمِ جواں

وہ جب اٹھا کہ الٹ دے رخِ باطل سے نقاب
برہمن چونک کے بولا حذر اے پردگیاں

اس نے جو بات کہی، ہو کے رہی وہ آخر
یوسفِ قوم کو لے آیا وہ سوئے کنعاں

خاکِ پاک اس کی ہے آسودہ بظاہر ورنہ
چشم اس کی ہے سوئے قوم ابھی تک نگراں

اپنے جمہور کا جو درد تھا اس کے دل میں
کنجِ مرقد میں اسے رکھتا ہے وہ دردِ تپاں

مسٹر محمد علی

سید سلیمان ندوی

اک زمانہ تھا کہ اسرارِ دروں مستور تھے
کوہِ شملہ جن دنوں ہم پایۂ سینا رہا،
جب کہ داروئے وفا ہر درد کا درماں رہی
جب کہ ہر ناداں عطائیؔ بوعلی سینا رہا
جب ہمارے چارہ فرما زہر کہتے تھے اسے
جس پہ اب موقوف ساری قوم کا جینا رہا
بادۂ حبِّ وطن کچھ کیف پیدا کرسکے
دور میں یوں ہی اگر یہ ساغر و مینا رہا
علتِ دیرینہ سے گو اصلی قوی بیکار رہیں
گوشِ شنوا ہے نہ ہم میں دیدۂ بینا رہا
پر مریضِ قوم کے جینے کی ہے کچھ کچھ اُمید
ڈاکٹر اس کا اگر مسٹر علی جیتا رہا۔

نوٹ:۔ قائداعظم پر سب سے پہلی نظم ۱۹۱۶ء میں لکھی گئی۔

سیف الدین سیف

ملا نہ پھر کہیں لطفِ کلام تیرے بعد
حدیثِ شوق رہی نا تمام تیرے بعد
جو تیرے دستِ حوادث شکن میں دیکھی تھی
وہ تیغ پھر نہ ہوئی بے نیام تیرے بعد
بجھی بجھی سی طبیعت ہے بادہ خواروں کی
اداس اداس ہیں مینا و جام تیرے بعد
بنا ہے حرفِ شکایت سکوتِ لالہ و گل
بدل گیا ہے چمن کا نظام تیرے بعد
ادائے حسن کا لطفِ خرام بے معنی
سرودِ شوق کی لذت حرام تیرے بعد
ترس گئی ہے سماعت تری صداؤں میں
سنا نہ پھر کہیں تیرا پیام تیرے بعد
وہ انقلاب کی رو پھر پلٹ گئی افسوس
بلند بام ہیں پھر زیرِ دام تیرے بعد
مثالِ نجمِ سحر جگمگا کے ڈوب گیا
ہمیں سفینہ کنارے لگا کے ڈوب گیا

تصویرِ عظمت

سیّد شبیرؔ بخاری

ملّت کے مقدر کی تعمیر ہے پاکستاں
اسلاف کی عظمت کی تصویر ہے پاکستاں

اُبھرا ہے افق سے پھر خورشید صداقت کا
ظلماتِ تعصب میں تنویر ہے پاکستاں

صد شکر کہ کام آخر تدبیرِ جناح آئی
بے لوث قیادت کی توقیر ہے پاکستاں

جو قلبِ مسلماں میں انگڑائیاں لیتا تھا
اس رازِ خلافت کی تفسیر ہے پاکستاں

مغرب کے دھندلکوں میں چمکا ہے ہلالِ آخر
لوحِ دلِ گیتی پر تحریر ہے پاکستاں

وقت است کہ اے مسلم از خوابِ گراں خیزی
وقت است کہ در عالم نقشِ دگر انگیزی

گیارہ ستمبر

مشرقی بن شائق

پھولوں کے رنگ روپ کی تقدیر مر گئی
جس دم بہار صحن چمن سے گذر گئی

وہ کونسا بھنور تھا جہاں کشتیٔ امید
سرمایۂ حیات کو لے کر اُتر گئی

اک رہبرِ عظیم جو ہم سے جُدا ہوا
محسُوس یوں ہوا کہ قیامت گزر گئی

یہ آنچ جو اُٹھی تھی غمِ افتراق سے
یہ آنچ زندگی کی تپش سرد کر گئی

رستہ وہی ہے مرحلۂ شوق بھی وُہی
لیکن دلوں سے عظمتِ سوزِ سفر گئی ،

ہر آنکھ پوچھتی ہے نظر کی زبان سے
اُتری جو تھی وطن میں کرن وہ کدھر گئی

اک روشنی تھی قائدِ اعظم کے روپ میں
اس روشنی پہ موت کی ظلمت بکھر گئی

اس حادثے کا صدمہ بہت ہی مہیب تھا
اس حادثے سے چشمِ مشیّت بھی ڈر گئی

شرقی اسی گیارہ ستمبر کی ہے گھڑی
اک سوگوار رنگ، طبیعت میں بھر گئی

بیادِ قائدِ اعظمؒ

شکیب جلالی

کفِ صبا پہ مہکتا ہوا گلاب تھا تو
روش روش تری خوشبو سے مشکبار ہوئی

کرن کرن ترے پرتو سے تابدار ہوئی
کفِ صبا پہ مہکتا ہوا، گلاب تھا تو

نگارِ موسمِ گل کی جبیں کا داغ ہیں ہم
ہمیں سے لالہ و گل کی قبا رفو نہ ہوئی

ہمیں سے زحمتِ تائیدِ رنگ و بو نہ ہوئی
نگارِ موسمِ گل کی جبیں کا داغ ہیں ہم

مہ و نجوم کے جھرنوں پہ نغمہ خواں ہوتے
تجھے جو خضر سمجھتے تو ہم یہاں ہوتے

آماجگاہِ نظر

(مزارِ قائدِ اعظمؒ)

عبدالغنی شمس

بہ جذبِ فراواں، میں پھر گام زن ہوں ابھی رہگذر پر
کہ جس کے جلو میں، نہایت ہی سادہ سی ہے اِک عمارت
نہ دیوار و در دلکش و خوبصورت
نہ دستِ ہنر کا کوئی عکس روشن
نہ بامِ بلند و مُذہّب
نہ محرابِ خم دیدہ، ہم شکلِ ابروئے خوباں
نہ نقش و نگارِ طلائی
جسے دیکھ کر دم بخود ہو خدائی
نہ جاں بخشیِ گنبدِ چرخ آسا
نہ مینار رشکِ ثریا نہ قصرِ شہی کی بہاریں
نہ چاؤش و خدام کی دم بہ دم وہ پکاریں
نہ یہ مقبرہ ہے کسی شاہِ عظمت نشاں کا

نہ یہ روضۂ مرمریں ہے کسی ملکۂ تاجدارِ جہاں کا
مگر پھر بھی آماجگاہِ نظر ہے
یہی وہ مکاں ہے جہاں ننھی سی اک کرن مسکرائی تھی۔
جس کی تب و تاب سے آج روشن ہے ارضِ وطن کا مقدر
وہ اک مردِ حق کوش و روشن نظر تھا۔
اُسی کی بدولت یہاں نور ہی نور چھایا رہے گا
اسی کی بدولت یہاں تا ابد اک اجالا رہے گا۔

مردِ ارضِ پاکستان

شیر افضل جعفری

بابا کے خوش کار اصول ، جیون کی ٹہنی کے پھول ،
اس پر وقت کی روح نثار وہ صدیوں کا پالن ہار
وہ دل کے آکاش کا چاند اس کے آگے سورج ماند
اس کے نور سے دور اندھیرا اس کا چہرہ سانجھ سویرا
اس کے سینے میں اک آنچ لوہا اس کے ہاتھوں کانچ
اونچی اس کی عزّو شان
مردِ ارضِ پاکستان

ترانہ

صدیق کلیم

قدم قدم پہ آرزو قدم قدم پہ زندگی
قدم قدم زمانہ گائیگا تمہاری راگنی
تمہاری زخمی روح سے تمہاری دکھتی جان سے
زمین وطن کی اک ملے گی آسمان سے
غلیظ رہگزار پر حسین شاہراہ پر
تمہارا نغمہ گونج اُٹھے یہاں وہاں اِدھر اُدھر
نکل پڑے دجور ن پڑے عدو کی صف کو چیر کر
تمہارا عزم زندگی نفس نفس جوان تر۔
اسی طرح بڑھے چلو مجاہدو بڑھے چلو۔
وطن کے سرفروش دوستو بڑھے چلو بڑھے چلو
تمہارے عزم آہنی میں قوم کی نجات ہے۔
تمہاری کامرانیوں سے امن کو ثبات ہے۔
یہ سر شباب زندگی
یہ آفتاب زندگی

یہ ارجمند زندگی ۔
یہ سربلند زندگی
سپردگی راہگہی
تمام کارکردگی ۔

قدم قدم یہ آرزو قدم قدم یہ زندگی
قدم قدم زمانہ گائے گا تمہاری راگنی

"قائدِ اعظم زندہ ہے"

سید ضمیر جعفری

ہمارے دل میں جب تک مشعلِ ایقان زندہ ہے
تمنا زندگی کی ، موت کا ارمان زندہ ہے ،
مرا اسلام باقی ہے مرا ایمان زندہ ہے
ہماری زندگی کا خواب پاکستان زندہ ہے
ہمارا قائدِ اعظمؒ بہر عنوان زندہ ہے

ثباتِ عزم اس کا جادۂ اقبال ہے اپنا
وہ ماضی تھا، وہی اب حال و استقبال ہے اپنا
خیال اس کا بہر صورت شریکِ حال ہے اپنا
وہ مرجانے پہ بھی زندہ ہے وہ ہر آن زندہ ہے
ہمارا قائدِ اعظمؒ بہر عنوان زندہ ہے

اجل بس اس کے جسمِ ناتواں کو چھین سکتی ہے
فنا کی موج مشتِ رائیگاں کو چھین سکتی ہے
مگر کب اس کے جذبِ بیکراں کو چھین سکتی ہے

وہ جذبِ بیکراں طوفان در طوفان زندہ ہے
ہمارا قائدِ اعظمؒ بہر عنوان زندہ ہے

ہمارے منجمد ذہنوں کو شعلہ کاریاں بخشیں
اُسی نے آرزوئیں، ولولے خودداریاں بخشیں
نظر کو بجلیاں احساس کو چنگاریاں بخشیں،
یہ محسوسات زندہ ہیں تو پاکستان زندہ ہے
ہمارا قائدِ اعظمؒ بہر عنوان زندہ ہے

اب اپنا کاروانِ شوق و ارماں رُک نہیں سکتا
یہ دریا تھم نہیں سکتا یہ طوفاں رُک نہیں سکتا
مسلماں سو تو سکتا ہے مسلماں رُک نہیں سکتا
مسلماں کا خداء زندہ ہے اور ایمان زندہ ہے

ہمارا قائدِ اعظمؒ بہر عنوان زندہ ہے

یہ ترا سال قائدِ اعظمؒ

طاہر علی رضوی

یہ ترا سال قائدِ اعظمؒ — ماضی و حال قائدِ اعظمؒ
روحِ اعمال قائدِ اعظمؒ — فکرِ اقبال قائدِ اعظمؒ

کشورِ پاک کا جہاں تجھ سے — سیل اک نور کا عیاں تجھ سے
گُل و بلبل کا ہے بیاں تجھ سے — رنگ و بُو کا بھی ہے نشاں تجھ سے

ہم کو تو نے ہی آگہی دی ہے — قومِ مُسلم کو زندگی دی ہے
بندہ پرور کو بندگی دی ہے — حسنِ کامل کو سادگی دی ہے

بخش دی روشنی زمانے کو — دے دیا ملک اک بسانے کو
کر کے اونچا ذرا فسانے کو — آج آ پھر ہمیں سُنانے کو

عزمِ پیہم کہ سب پہ ظاہر تھا — نظم و ایقان کا بھی ماہر تھا
تیرا ہر لفظ کتنا ساحر تھا — تیرا کردار پاک و طاہر تھا

یہ ترا سال قائدِ اعظمؒ — فکرِ اقبال قائدِ اعظمؒ

پاکستان

مولٰنا ظفر علی خاں

کسی کو امن و اماں کی فضا میں رہنا ہے
تو کس لئے نہیں لیتا وہ راہِ پاکستان

ہزار بار بجا لا خدائے پاک کا شکر
کہ اُس نے بخشی ہے تجھ کو پناہِ پاکستان

علی کی قوّتِ بازو عطا ہوئی ہے اسے
شکست کھا نہ سکے گی سپاہِ پاکستان

عجب نہیں جو ہو تسخیر ایشیا سارا
کہ اُٹھ رہی ہے ادھر بھی نگاہِ پاکستان

قندیلِ آرزو

سیّد عابد علی عابد

گہنا گیا وہ چاند مگر اس کے نور سے
دیوار و در وطن کے ہیں تاباں اسی طرح

مرجھا گیا وہ پھول مگر اس کے رنگ سے
قوسِ قزح ہے صحنِ گلستاں اسی طرح

چپ ہو گیا وہ ساز مگر اس کے سوز سے
نغمے ہیں وادیوں میں پرافشاں اسی طرح

لہرا چکی وہ برق مگر اس کی تاب سے
قندیلِ آرزو ہے فروزاں اسی طرح

وہ نقش مٹ گیا مگر اس کے طلسم سے
ذرّوں میں زندگی ہے غزلخواں اسی طرح

وہ شمع بجھ گئی مگر اس کے فروغ سے
بزمِ وطن ہے بزمِ چراغاں اسی طرح

پرکھو تو اس کی طبعِ سخن ساز کا کمال
ہیں سب حریفِ سر بگریباں اسی طرح

دیکھو تو اس کے کوکبِ اقبال کا عروج
سہمی ہوئی ہے گردشِ دوراں اسی طرح

بالیدہ ہے ہمارے وطن کی نمو میں وہ
مضطر ہے مثلِ شعلہ ہمارے لہو میں وہ

قائدِ اعظمؒ

عبرت صدیقی

نورِ اسلام کا باندھے ہوئے رخ پر سہرا
اُفقِ ہند پہ اک چاند سا چہرہ اُبھرا
چاندنی چھٹکی فضاؤں میں اجالے پھیلے
چادرِ نور بچھی اور اندھیرے سمٹے

بانیٔ سلطنتِ پاک، مُدبّر معمار،
خوابِ تعمیر کی چلمن میں شعورِ بیدار
حسنِ تدبیر و عمل عزم و یقیں کا سنگم
فکر و احساس کا ٹھہرا ہوا نوری قلزم

جس کے افکارِ سیاست کا کوئی مول نہیں
جس کی پوشاکِ ذہانت میں کوئی جھول نہیں
جس کی کوشش سے زمانہ میں سرفراز ہیں ہم
شرق اور غرب میں سرمایۂ صد ناز ہیں ہم

گرد کو جس کی نہ اصحابِ سیاست پہنچے
کچھ اگر پہنچے تو اربابِ بصیرت پہنچے

اِک نیا مُلک دیا جس نے بنا کر ہم کو
بزمِ عالم میں کیا جس نے اُجاگر ہم کو

جس کا نعرہ تھا خلوص اور اخوت پیغام
جس کی رگ رگ میں رچا اور بسا تھا اسلام

محفلِ دانش و افکار کی شمعِ روشن
عالمِ سیرت و کردار کی شمعِ روشن

جس کا منشا تھا کہ اللہ کا فرمان چلے
کشورِ پاک کے آئین میں قرآن چلے

دردِ مِلّت کی تڑپ جس کے لئے وجہِ سکون
جس کی فطرت کا تقاضا طلبِ سوزِ دروں

تحفۂ پاک عطا جس نے کیا ہے ہم کو
ارضِ ہستی پہ نیا ملک دیا ہے ہم کو

عزمِ محکم کی وہ اک سیسہ پلائی دیوار
صاحبِ عظمت و کردار سراپا ایثار

دستِ نوری میں لئے قوم کا پرچم نکلے
غور سے دیکھا تو یہ قائدِ اعظم نکلے

ان کی بے مثل وفا یاد رہے گی عبرت
ان پہ تاریخِ جہاں ناز کرے گی عبرت

معمارِ پاکستان کے حضور میں

عشرت رحمانی

یہ پاک نشان تیرا چمکتا رہے دائم
—————— قائد اعظمؒ

اسلام کی آزادی کا لہرا گیا پرچم
—————— قائدِ اعظم

ہے سبز علم اپنا ہلالی جو منور —،
چمکا ہے زمانہ میں یہ توحید کا خنجر
اسلام کے بندوں سے غلامی کا گیا غم
—————— قائد اعظمؒ

یہ پاک وطن، پاک زمیں پاک جہاں ہے
ایمان کی دولت ہے، یہ جنّت کا سماں ہے
فریاد سے آزاد ھیں، آباد ہوئے ہم
—————— قائد اعظمؒ

ہر لحظہ تجھے یاد کیا کرتے ہیں انساں
حکمت سے تری آج ہے انسان مسلماں
تعمیر کا ہر ذرّہ چمکتا رہے جم جم!
—————— قائدِ اعظمؒ

قائدِاعظم کا نام

عبد العزیز فطرت

روئے وطن کو غازۂ عظمت ہے تیرا نام
اک تابناک زندہ حقیقت ہے تیرا نام

ہم مشکلاتِ وقت کو گردانتے ہیں کب
تسخیرِ زندگی کی ضمانت ہے تیرا نام

تو عزمِ کامراں کی درخشاں مثال ہے ،
عنوانِ داستانِ شجاعت ہے تیرا نام

توقیرِ ملک و عظمتِ ملّت اسی سے ہے
تنویرِ آفتابِ سیاست ہے تیرا نام

جن کے لئے جہانِ محبّت تھا تیرا دل ،
ان کے لئے جہانِ عقیدت ہے تیرا نام

میرِ کارواں کا پیغام

قتیل شفائی

ضمیرِ لالہ و گل کی پکار بن کے اُٹھو — اٹھو تو شعلۂ رنگِ بہار بن کے اُٹھو
تمہاری راہ میں آنکھیں بچھا گئے تارے — دلوں میں دردِ غمِ انتظار بن کے اٹھو
بڑھو خلوصِ تہوّر سے جانبِ منزل — غرورِ گردِ سرِ رہگزار بن کے اٹھو
ابھی خزاں کے تلاطم میں ہے سفینۂ گل — بھنور بھنور سے نشانِ قرار بن کے اُٹھو
نکھر نکھر کے ملے گا جمالِ سرو و سمن — خمارِ خونِ رگِ شاخسار بن کے اُٹھو

تمہیں یہ وقت کی صورت گری بھی لازم ہے
اٹھو تو خالقِ لیل و نہار بن کے اُٹھو

قائدِ اعظم

قمر لدھیانوی

شعورِ منزلِ نو جس کو تو نے بخشا تھا رواں دواں ہے ابھی تک وہ کاروانِ بہار
بصیرتوں کو دھندلا سکے فریب کیا دینگے کہ آج چھٹنے لگی ہے فضائے تیرہ و تار

ہزار تیرگیٔ شب نے دام پھیلائے مگر رُکے نہ کبھی صبحِ نو کے شیدائی
نہ بن سکی کسی صورت حریفِ ذوقِ سفر طویل راہگزر اور یہ آبلہ پائی

یہ خارزار یہ گرد و غبار، یہ رستے بتا رہے ہیں کہ کچھ اور دور ہے منزل
خلوصِ دل سے یقیں ہے ہر اک مسافر کو ملے گا کاوشِ فکر و شعور کا حاصل

شعورِ منزلِ نو جس کو تو نے بخشا تھا وہ کارواں نہ رُکا ہے نہ رک سکے گا کبھی
جسے ملے ہے وراثت میں تیری فکر وہ سر کسی بھی ظلم کے آگے نہ جھک سکیگا کبھی

قائدِ اعظمؒ کی آواز

قیوّم نظر

پہنچ چکی ہے مری خاک اپنے مرکز پر
اگرچہ مجھ کو ابھی زندگی کی کم یابی،
کشاں کشاں لیے پھرتی تھی کوہساروں میں

یہ تیرہ دانِ لحد، یہ گدازِ تنہائی
مرے جنوں کے تقاضوں کی اس میں تاب کہاں
کہ میں نے دیکھا ہے تم کو نئی بہاروں میں

لرزتے ہاتھوں سے بنیادِ گلستاں رکھتے
نحیف ذرّوں کو ہم دوشِ آسماں کرتے
نہیں ہے تم سے کوئی بڑھ کے میرے پیاروں میں

تمہارا عشق تھا سرمایۂ حیات مرا،
تمہاری بات نے دنیا کو حسنِ زیست دیا،
تمہارے فکر کے چرچے ہیں چاند تاروں میں

تمہاری یاد سے ہے کیفِ انبساط مجھے،
میں تم کو دیکھوں گا ہر رنگ میں چمکتے ہوئے
جواں گلوں کے تبسم میں تھی چناروں میں

نشانِ میل کی صورت رہوں گا چشم براہ
کہ تم کو پاؤں حسیں منزلوں کو جاتے ہوئے
مہکتی وادیوں ضَو ریز آبشاروں میں
میں اپنے بھولنے والے مگر نہ بھولوں گا
لپکتے کوندے کی مانند ان کو چاہوں گا
بنوں گا سیلِ بلا بھی شہاب پاروں میں

تجدیدِ عہد

سیّد عطا حسین کلیم

پابندیٔ آدابِ وطن کرتے رہیں گے
ہم فکرِ گل و سرو سمن کرتے رہیں گے

طے مرحلۂ دار و رسن کرتے رہیں گے
جاں نذرِ زلیخائے وطن کرتے رہیں گے

مصرف ہے یہی خوں کا تو پھر سرخیٔ خوں سے
تزئینِ چمن، اہلِ چمن کرتے رہیں گے

کانٹے رہِ امّید کے پلکوں سے چنیں گے
ہم پیرویٔ رسمِ کہن کرتے رہیں گے

ہم شانۂ تدبیر سے تا وسعتِ امکاں
آرائشِ گیسوئے وطن کرتے رہیں گے

ہر حال میں ہم ابرِ گہر بار کی صورت
سیراب ہر اک کوہ و دمن کرتے رہیں گے

جاں ہے تو کبھی آئے گی کام اہلِ وفا کے
سر ہے تو اسے نذرِ وطن کرتے رہیں گے

چمکے گا شبستانِ وطن شمعِ ادب سے
دلداریٔ فن صاحبِ فن کرتے رہیں گے
ہر دَور میں جو ضامنِ تقدیر رہی ہے
تازہ وہ حکایاتِ کہن کرتے رہیں گے
یہ جبر گوارا ہے کلیمؔ اہلِ وفا کو
غم سہہ کے بھی ہم ضبطِ سخن کرتے رہیں گے

اے قائدِ اعظمؒ

مولٰینا کوثر نیازی

حق بات کی خاطر وہ تری سعیِ منظّم
محدود وسائل میں بھی وہ کوششِ پیہم
شاید کہ خدا پر ترا ایمان تھا محکم
اے قائدِ اعظمؒ

توحید کا گونجا وہ فضاؤں میں ترانہ
باطل کا فسوں ہو گیا دم بھر میں فسانہ
لاریب ہوا ہندو و انگریز کا سر خم
اے قائدِ اعظمؒ

آزادیٔ ملّت کے طلب گار سبھی تھے
کیا جانئے کیوں پیکرِ آثار سبھی تھے
اب تک ہے مجھے یاد وہ جذبات کا عالم
اے قائدِ اعظمؒ

رہزن ہی مگر ہو گئے رہبر یہ ہمارے
اس حال میں دس سال ترے بعد گزارے
رکھا نہ گیا ہم سے کسی زخم پہ مرہم
اے قائدِ اعظمؒ

کانٹوں نے بہاروں کا لہو چوس لیا ہے
ظلمت نے ستاروں کا لہو چوس لیا ہے
ابلیس نے لوٹی ہے یہاں عظمتِ آدمؑ
اے قائدِ اعظمؒ

پیغام ترا دیس میں پھر عام کریں گے
جو کام مسلماں کا ہے وہ کام کریں گے
یہ راہ کٹھن راہ سہی پھر بھی نہیں غم
اے قائدِ اعظمؒ

وہ خواب کہ تھا "ہند میں تکبیر مسلسل"
ہو جائے گی اس خواب کی تعبیر مکمّل
لہرائے گا جب عظمتِ اسلام کا پرچم
اے قائدِ اعظمؒ

یادوں کی بارگاہ میں

لیاقت صہبائی

اے روحِ پاکِ قائدِ اعظم سلام لے
اے تاجدارِ عظمتِ محکم سلام لے
تھے تیرے دم سے غنچے دلوں کے کھلے ہوئے
تائید ارتقا کے نشان تھے ملے ہوئے

تھے تیرے خوف سے لب اعدا سلے ہوئے
تیرے خلوص کے تھے گلستاں کھلے ہوئے

ماحول خود فریفتہ تھا۔ خوش امنگ تھا
ہر سمت تمکنت تھی، تحمّل تھا رنگ تھا

تحسین ارتقا پہ تری ، وقت دنگ تھا
ہر قافیہ حوادثِ دوراں کا تنگ تھا

ہر ایسا مرحلہ جو سزا وارِ جہد تھا
ہم رشتہ خلوص رہا تیرا دل سدا
ہنگام ابتلا بھی ترا جذبۂ وفا
ہم پہ تھا کوہِ جبر و غلامی جب آپڑا

تیری کمندِ فکر و عمل کا رہا اسیر
سر رشتہ وفا و صداقت ترا ضمیر
چمکِ سپہرِ زیست پہ جوں کوکبِ دبیر
تیرا شکیب و عزم بنا اپنا دستگیر

غم کے حصارِ موت سے ہم کو نکالتا
در ماندہ کارواں خرد کو سنبھالتا
ملت کو ذوقِ فقر و غنا سے اُجالتا
فکر و نظر کو قلزم عرفاں میں ڈھالتا
خوابیدگی کو سوزِ سحر کار دے گیا
بھٹکے ہوؤں کو منزلِ معیار دے گیا
جامِ طلب میں بادۂ اسرار دے گیا
تشنہ لبوں کو خلد کا پندار دے گیا
باغِ وطن میں گو نہیں موجود آج تو
لیکن دلوں میں ہے ترے اقوال سے نمو

شعلہ و شبنم

ماہرالقادری

اب بھی ہے تیرے نام کی اک دھوم کو بکو
اب بھی ہے تیرے ذکر کا ہنگامہ چارسو

تو مسکرا دیا تو شگوفے چٹک گئے
تیرا خرامِ ناز کہ اک موجِ رنگ و بُو

اے وہ کہ تیرا ناخنِ حکمت گرہ کشا
اے وہ کہ تیری ذات سیاست کی آبرو

یہ امتزاجِ شعلہ و شبنم بھی خوب تھا
لہجہ میں طمطراق مگر نرم گفتگو

میدانِ جد و جہد میں تھی تیری زندگی
آہو کی چال ڈھال تو شاہیں کی جستجو

تدبیر تیرے سامنے اک طفلِ نو شعور
دانش تھی اک کنیزِ حرم تیرے رو برو

پیرانِ پارسا کا بھی گرما دیا لہو
تو نے بنا یا برف کے ٹکڑوں کو شعلہ خو

تجھ پر سلام قصر و شبستاں میں بھی رہا
ملّت کے غم میں اشکِ چکیدہ سے باوضو
دیکھو تو ایک جسم بہت زار اور نحیف
سوچو تو فرق تا بہ قدم سوزِ آرزو

اک یہ زمانہ پھول ہیں اور زندگی نہیں
وہ تیرا دور جب کہ تھی کانٹوں میں بھی نمو
داماں چاک چاک ہے مدت سے بے رفو
شیرازہ بندِ ملّتِ بیضا کہاں ہے تو

قائدِ اسلامیاں تُو تھا

مُرتضیٰ علی زیدی

جہانِ ہند میں بس قائدِ اسلامیاں تُو تھا
مفادِ ملّتِ بیضا کا یعنی پاسباں تُو تھا
بچا کر دشمنوں سے قوم کو منزل پہ پہنچایا
کہ اس درماندۂ منزل کا میرِ کارواں تُو تھا
کیا ہم کو جہادِ زندگی سے آشنا تُو نے
دلوں سے خوف غیراللہ کر ڈالا فنا تُو نے
جہاں تک ہو سکا مسلم کو تعلیم اُخوّت دی
بہرصورت مسلمانوں کو اک دل کر دیا تُو نے
کتابِ زندگی کی اک نئی تفسیر کر ڈالی!
مسلمانوں کی دنیا تو نے پھر تعمیر کر ڈالی

XXXXXXXXX

قائدِ اعظمؒ

معینُ الدّین قریشی

اب تک ہے دلوں میں ترا غم قائدِ اعظمؒ
جب سے تو گیا مُلکِ عَدم قائدِ اعظمؒ

دل میں ہے تیری یاد لگا ہوں میں تصوّر
اشکوں سے ہے لبریز قلم قائدِ اعظمؒ

بھولیں گے نہیں ہم ترے احکام و عزائمؒ
رہبر ہیں ترے نقش قدم قائدِ اعظمؒ

تو عزم کا پیکر تھا، جواں مردِ سپاہی
گرنے نہ دیا تونے علم قائدِ اعظمؒ

بڑھ جائیں گے ہم لے کے ترا جوش مجاہد
پیچھے نہ ہٹائیں گے قدم، قائدِ اعظمؒ

مٹنے نہیں دیں گے کبھی تزئینِ گلستاں
مٹ جائیں گے اس کے لئے ہم قائدِ اعظمؒ

حرمت پہ بہا دے گا لہو اپنے وطن کی
کھاتا ہے معینؔ آج قسم، قائدِ اعظمؒ

قائدِ اعظم

مقبول احمد سیّد

مشعلِ ماہ کی مانند ترا عزم بلند نور پھیلاتا ہوا راہِ وفا سے گزرا
کارواں شوق کا تاریکیٔ شب کے باوصف نغمہ زن معرکۂ بیم و رجا سے گزرا
راستے سانپ کی مانند ڈسا کرتے تھے
نغمۂ بانگِ جرس نالہ زنی تھا پہلے
تو جو آیا تو گلِ بانگِ جرس کی مہکار
ایک اِک قریہ میں ہمراہ صبا پھیل گئی
اور سینوں میں سجائے ہوئے تصویرِ بہار
راستے، خونِ جگر دے کے گل افشاں کر کے
کارواں منزلِ فردا کی طرف بڑھنے لگے
راہ تاریک تھی لیکن ترا اعجازِ نظر
عزم و امّید کی قندیل جلاتا گزرا
اِک نئی زیست کا پیغام سُناتا گزرا
وقت کے محمل بے نام سے لیلائے حیات
دلبرانہ، تری آغوشِ طلب میں آئی
اور لوگوں نے نئے ملک کی دولت پائی

قائدِ اعظمؒ کے بعد

منظؔر صدیقی اکبرآبادی

یہ فطرت کی عنایت ہو رہی ہے — کہ پھر بیدار قسمت ہو رہی ہے
فروزاں شمعِ وحدت ہو رہی ہے — جہاں سے دور ظلمت ہو رہی ہے
نئی تنظیمِ ملّت ہو رہی ہے — روایت پھر حقیقت ہو رہی ہے
نئے سورج ابھرتے جا رہے ہیں — اندھیری رات رخصت ہو رہی ہے
ہمیں اپنی تباہی کا نہیں غم — زمانے کو تو عبرت ہو رہی ہے
ہمارا ہی چمن لوٹا گیا تھا، — ہمیں سے اب شکایت ہو رہی ہے
وہی دنیا جو دوزخ بن چکی تھی — حریفِ باغِ جنّت ہو رہی ہے
وقارِ آدمیّت کیوں نہ بڑھتا — کہ قدرِ آدمیت ہو رہی ہے
نکھرتی جا رہی ہے زندگانی، — ہر اک شے ماہِ طلعت ہو رہی ہے
بہ فیضِ قائدِ اعظم تو دیکھو، — جہاں میں اپنی شہرت ہو رہی ہے
زمانے میں ہمارے پھر ہیں چرچے — خدا کی پھر عنایت ہو رہی ہے
نہ کیوں تقدیر پر ہوں اپنی نازاں — شریکِ حالِ فطرت ہو رہی ہے

اندھیرے دور ہوتے جا رہے ہیں
نئی اک صبحِ عظمت ہو رہی ہے

:XXXXXXXX:

پاکستان اور قائدِ اعظمؒ

(پاکستان بننے کے بعد سب سے پہلی نظم جو ۱۹۴۷ء میں پاکستان اور قائدِ اعظمؒ
کے باب میں لکھی گئی)

منظور احسن عبّاسی

ہلاکِ چیرہ دستی مسلمِ ہندی کی قسمت تھی
نہ دولت تھی نہ ثروت تھی نہ حشمت تھی نہ عظمت تھی

گرفتارِ فسونِ ہندوانہ اصلِ ایماں تھے
غلامی کی فضا بیگانۂ آئینِ ملّت تھی

شقاوت کفر و عصیاں کی تھی ذہن و فکر پر طاری
مُسلّط ذوقِ آزادی پر انگریزی حکومت تھی

حمایت حق کے بندے چاہتے تھے اہلِ باطل سے
اطاعت ملّتِ بیضا کی محبوبِ اعانت تھی

جبیں اسلام کی تھی آستانِ کفر پہ مائل
الٰہی تیری حکمت تھی! خدایا تیری قدرت تھی

کچھ ایسے کفر کے بادل تھے چھائے نوریاں پر
کہ مخفی دیدۂ حق بیں سے باطل کی حقیقت تھی

نہ بھایا امتزاجِ دردِ و صافی جس کی آنکھوں کو
وہ میرے ساقیٔ ذی ہوش کی پاکیزہ طینت تھی

وہ جس کے نام کے اجزا نے بخشی تھی اسے عظمت
محمدؐ نے فراست دی، علیؓ نے دی بسالت تھی

عَلَم اسلام کا لیکر اُٹھا جب قائدِ اعظمؒ
تو اس کے آگے استبدادیوں کی پست ہمت تھی

صدائے نعرۂ تقسیمِ ہندوستان و پاکستاں
بنائے امتیازِ دین، فکرِ دینِ فطرت تھی

عبث تھی درپئے خونریزیٔ اسلام لادینی
نہ جانا سُرخیٔ خوں، غازۂ رخسارِ ملت تھی

ہوا صرفِ گِل تعمیرِ اُمّت خونِ مسلم کا
یہ سفّاکیٔ اعدا بھی الٰہی! تیری رحمت تھی

حصارِ ملتِ اسلام، پاکستاں بنا احسنؔ
یہ جدّ و جُہد جس کے واسطے عین عبادت تھی

شعلہ آب

قمر ہاشمی

عظیم روح! تری عظمتوں کے شیدائی
ترے حضور عقیدت کے پھول لائے ہیں

تری حیات کے رخشندہ کارناموں سے
یقین و عزم کا پیغام لینے آئے ہیں

تری نگاہ نے پھینکی ستاروں پہ بھی کمند
تری ہی فکر سے ٹوٹا طلسم افرنگ

حیات "شعلہ مزاج و غیور و دشوار انگیز"
حقیقتاً ہمیں تیری نگاہ نے بخشی

جبینِ وقت پہ جو نقش تو نے ثبت کئے
وہ آج سینۂ تاریخ میں اتر آئے

جو زندگی سے عبارت تھے وہ سرِ فرماں
دلوں کی چوٹ بنے سطح پر ابھر آئے

محبتوں کی وہ قندیل تو نے روشن کی
ٹھہر سکے نہ مقابل میں تفرقوں کے چراغ

جو اپنے ہاتھ سے تو نے کبھی لگائے تھے
مہک رہے ہیں امیدوں کے آج سارے باغ

وہ اتحاد دیا تو نے جس کا قوم کو درس
وہ اتحاد ہے بنیاد نظم ملت کی

قسم ہے تیرے ارادوں کی قائد اعظم
کہ آج بھی ہے ضرورت تری قیادت کی

ہم اس برس بھی تری بارگاہ میں آ کر — ترے خیال کی وادی سے پھول چنتے ہیں
مسرتوں سے وطن ہم کنار ہو جائے — ہمارے ذہن یہ خوابوں کے جال بنتے ہیں
ترا مقام ستاروں سے بھی رفیع و بلند — ترا دوام اسیرِ تعینات نہیں

کوئی بھی دور ہو تجھ کو بھلا نہیں سکتا
کہ تیری صبحِ درخشاں کی کوئی رات نہیں

قائدِ اعظمؒ

(احمد ندیم قاسمی)

استقامت کرامت سے کچھ کم نہیں، تو کرامت کی تجسیم بن کر اُٹھا
ارضِ مشرق کی پر ہول تاریخ میں، اک جہاں تاب تقویم بن کر اُٹھا
گردشیں رُخ بدل کر لپکتی ہیں کیوں، یہ ترے آہنی عزم کا راز تھا
وقت سے دو قدم آگے بڑھ کر زمانے کو للکارنا، تیرا اعجاز تھا

تیرا جانا قیامت سے کچھ کم نہ تھا تو گیا، صبر سب کا ہوا ہو گیا
تو نے تاریخ کا موڑ کاٹا، مگر لوگ سمجھے کہ مقصد ادا ہو گیا
کون جانے کہ منزل ابھی دور ہے، زندگی ارتقا کے سوا کچھ نہیں
جب چراغاں ہی انساں کا مقصد ٹھہرا، تو اک ٹمٹماتا دیا کچھ نہیں

آج بھی جو کروڑوں کی تعداد میں ہیں، لہو اور پسینے ہیں
آج بھی چند انساں کروڑوں کے مالک ہیں زربفت و قاقم میں آسودہ ہیں
آج بھی تیرے بے انتہا معتقد سڑکوں پر پڑے ہیں ٹھکانہ نہیں
جب شکایت کریں تو جواب آئے گا۔ سر پھرو یہ گلے کا زمانہ نہیں

آج مشعل تری یاد کی تھام کر تیرے پاس ایک فریاد لایا ہوں میں
اپنے پیارے وطن، نودمیدہ چمن کی جگر دوز اَدا لایا ہوں میں
اس کے ہمراہ یہ عرض کر دوں کہ اک مژدۂ جانفزا بھی مرے پاس ہے
مجھ کو ان دھندلی فضاؤں میں بھی ایک نئی رہ کا منزل کا احساس ہے

وہ جو کھیتوں میں اور کارخانوں میں ہیں آج اپنے مقصد کے معمار ہیں
تیری مانند تاریخ کے ہاتھ سے اپنی عظمت جھپٹنے کو تیار ہیں
قائدِ ذی حشم ! میں جب اگلے برس تیری یادوں کے دربار میں آؤں گا
آنسوؤں کے بجائے کروڑوں کے پیہم کھنکتے ہوئے قہقہے لاؤں گا

ایک منزل ایک قدم

نور بجنوری

کارواں بہار اک قدم اور آگے بڑھا
شاہراہوں کو پھر قمقموں سے سجایا گیا
رنگ و نکہت کا سیلاب انگڑائی لیکر اٹھا
خار و خس کو گلوں کے لہو میں رچایا گیا

روشنی کے دمکتے ہوئے ساز چھیڑے گئے
بام و در مسکرانے لگے گیت گانے لگے
یہ خلاؤں میں مہتابیوں کی حسیں کروٹیں
لیلئ شب کے رخسار بھی تمتمانے لگے

شور برپا ہوا دیکھنا ہم کہاں آگئے
ہم نے چھو ہی لیں آخر افق کی سنہری حدیں
ہم نے غنچوں کی رعنائی کا بھید اپنا لیا
ہم نے کس کس طرح ہفتخواں سر کئے کیا کہیں

کاروانِ بہار اک قدم اور آگے بڑھا
رنگ و نکہت میں چھپکر خزاں گنگناتی رہی

گرد راہ سفر کے دھندلکوں میں لپٹی ہوئی
ایک منزل کسی کارواں کو بلاتی رہی

بیادِ قائدِ اعظمؒ

محمد قاسم نوری

اے مسیحا صفت اے قائدِ افلاک فراغ
اے غلامی کے شبستاں کے درخشندہ چراغ
عزم اور شوق کے میخانے کے رخشندہ ایاغ
تیری جرأت سے ملا قوم کو منزل کا سراغ

ہر نفس تیرا حریفِ صفِ اغیار رہا
جبرِ افرنگ سے تو برسرِ پیکار رہا
تو حقائق کا بہر طور طلب گار رہا
تو حوادث کے ہر اک موڑ سے گزرا بے خوف
کاٹ دی تو نے ہر اک مکرِ زمانہ کی کمند
تو حریفوں کے حصاروں میں سدا در آیا
تیری جرأت کو نہ پہنچا سکے اغیار گزند
پیکِ ملت کا عجب دیدۂ بیدار تھا تو
عزمِ مومن کا دمکتا ہوا شہکار تھا تو

قائدِ اعظم

عاصر ہاشمی

نفس نفس کو عطا کی خود آگہی تو نے
جلا دیئے ہیں چراغِ رہِ خودی تو نے

ہر ایک ذرۂ خاکی کو دے کے اذنِ ثبات
اُلٹ کے رکھ دی نقابِ شہنشہی تو نے

رواقِ منظرِ گل کی تلاش کے ہمراہ
نکھار دی ہے چمن کی شگفتگی تو نے

سیاسیات کے حربوں کی سرد مہری کو
ہر ایک موڑ پہ پیہم شکست دی تو نے

رُکے ہوئے تھے جہاں کارواں اُمیدوں کے
سُنا دیا رہیں پیغام ہمرہی تو نے

کمندِ فکر میں اُلجھے رہے جو دیوانے
انھیں سکھائے ہیں آدابِ بندگی تو نے

بساطِ ارض و فضائے سما بھی گم سم تھی
مگر دھندلکوں کو بخشی ہے روشنی تو نے

ابھی تو صاحبِ یاراں تھے سوچ میں لیکن
مٹا دی کفر کی بنیادِ دائمی تو نے

وہ ایک "خواب" جو تنہائیِ شبِ غم تھا
اس ایک خواب کی تعبیر بھی تو دی تو نے

مری نگاہ پہ کھلتا ہے فلسفہ تیرا
وہاں موت سے چھینی ہے زندگی تو نے

سلام تجھ پہ بصد عجز قائدِ اعظمؒ
بتا دیئے ہیں رموزِ پیمبری تو نے

مردِ حق گو

عارف حجازی

تو شمعِ انجمن تھا !
تو میرِ کارواں تھا
تو نے دیا وہ جذبہ
شعلہ فشاں تھا جس سے
ہر دل جواں تھا جس سے
آزادیوں کے نغمے جس نے سنائے ہم کو
آدابِ زندگی کے جس نے سُنائے ہم کو
محکومیوں کے رشتے سب ختم کر دیئے تھے
اُمید کی لگن سے
تھے داغِ دل فروزاں
تھا روشنی میں جس کی

وہ کاروانِ ملّت منزل پہ گامزن تھا
اور جستجو میں جس کی
ہر گام تیز تر تھا

(۲)

تجھ سے بچھڑ کے آخر
افتاد یہ پڑی ہے
تو نے دیا تھا جو کچھ
وہ ہم سے چھن رہا ہے
دل میں تڑپ ہے باقی
نے حوصلہ جواں ہے
مایوس ہر نظر ہے
محرومیوں کے صدمے
محکومیوں کی یادیں
چھانے لگی ہیں ہم پر
ایسے میں تو کہاں ہے ؟
جیسے مہیب سائے۔
منڈلا رہے ہوں ہر سو

سنسان راستوں پر
بھٹکی ہوئی ہے ملّت
یارب ہمیں عطا کر
پھر ایک مردِ حق گو
پھر اک عظیم قائد
جو شمعِ انجمن ہو
جو روحِ انجمن ہو!!

یومِ قائدِ اعظمؒ

ظہیر نیاز بیگی

دن منایا جا رہا ہے اس عظیم انسان کا
دوستو بانی ہے جو اس ملک پاکستان کا
دورِ حاضر کا مجاہد، مردِ حق عالی مقام
جس کی حکمت نے بدل ڈالا زمانے کا نظام
توڑ ڈالا جس نے مغرب کے خداؤں کا فسوں
جس کے ہاتھوں سے ہوئے باطل کے پرچم سرنگوں
جس نے غیروں سے دلائی اپنی ملّت کو نجات
جس نے اک تازہ دیا ہم سب کو پیغامِ حیات
ہم یہ اس کا دن محبت سے مناتے جائیں گے
کیا؟ مگر اپنا بھی منصب سوچنے پائیں گے ہم
قصۂ آزادی کا آئے سال دہرایا گیا،
سچ کہو قائد کے مسلک کو بھی اپنایا گیا؟

قائدِ اعظمؒ کے حضور میں

توقیر زہرہ

ہو سلام اے وطنِ پاک بنانے والے
قوم مسلم کا نیا ملک بسانے والے

اپنی ہستی کو اخوت پہ مٹانے والے
یاد کرتے ہیں تجھے سارے زمانے والے

مرحبا قائدِ اعظمؒ کہ ترے نقشِ قدم
ہم کو ہیں راہ صداقت کی دکھانے والے

ناخدائی پہ دو عالم ہیں ترے مدح سرا
کشتیِ قوم کو ساحل پہ لگانے والے

تا ابد ماہ ترے نام کا تاباں ہی رہے
شبِ دیجور میں تاروں کو ہنسانے والے

یاالٰہی یہ ہیں زہرہ کی دعائیں تجھ سے
خوش رہیں مملکتِ پاک چلانے والے

حضرت قائدِ اعظمؒ سے

زاھد الحسن زاھد

قائدِ اعظم یہ ہے پچھلے دنوں کی داستاں
حملہ آور ستمبر کو ہوا ہندوستاں

اس وطن پر جس کو تو نے خود بنایا تھا کبھی
وہ زمیں جو اس کی آنکھوں میں کھٹکتی ہی رہی

اس نے چاہا تھا مٹا دے سرزمینِ پاک کو
بھول بیٹھا تھا وہ اس کی فطرتِ بے باک کو

بے خبر تھا وہ جواں ہیں اس کی عزت کے امیں
ہے عزیز از جان جن کو عظمتِ دینِ متیں

گویا ارض پاک کے شاہین بھی تیار تھے
دشمنوں کے واسطے چلتی ہوئی تلوار تھے

بحر و بر میں یک بیک پیدا ہوئی اک کھلبلی
آنِ واحد میں مگر اس نے عدو کی توڑ دی

کفر اور اسلام کے فرزند جب ٹکرا گئے
دیکھتے ہی دیکھتے کفار سب چکرا گئے

غازیوں نے اس طرح اُلٹی نحوست کی بساط
درہم و برہم ہوئی دشمن کی ہر بزمِ نشاط

قائدِ اعظمؒ مبارک ہو ترے شیروں نے آج
رکھ لی تیری سرزمینِ پاک کی عظمت کی لاج
غازیوں سے بڑھ کے اب آنکھیں ملا سکتا نہیں
کوئی دشمن تیرے شیروں کو ڈرا سکتا نہیں
جس نے میلی آنکھ سے دیکھا وہ دشمن ڈھیر تھا
سینکڑوں پر بھاری پاکستان کا ہر شیر تھا
تیرے شاہینوں کی اب بیباک تانیں ہیں وہی
سبز پرچم کی ضیاء افزا اڑانیں ھیں وہی

۲۵ر دسمبر

شاہد رومانی

آج کے دن بساطِ عالم پر
آئی تھی رُوحِ قائدِ اعظمؒ

ہر جگہ اہتمام عشرت کا،
ہر طرف انبساط کا عالم،

مردِ حق آشنا تھا وہ رہبر
راہِ منزل اُسی نے دکھلائی

اس نے بخشا ہے چشمِ کور کو نور
دے کے عقل و خرد کی بینائی

کاٹ دیں مشکلوں کی زنجیریں
اس کے افکار نے سیاست نے

غم کے ماروں کو زندگی دی ہے
اس کے اخلاص نے محبّت نے

قائدِ اعظمؒ کے حضور

مصباح الحق صدیقی

ہم قائدِ اعظمؒ کے پرستار رہیں گے
اُس محسنِ اعظم کے وفادار رہیں گے

لبریز ہے دل جذبۂ تعمیرِ وطن سے
یارانِ وطن ملک کے معمار رہیں گے

ہے زندہ و تابندہ ہر اک دل میں تری یاد
ہم جس کے سہارے گل و گلزار رہیں گے

اللہ بچائے کہ بُرا وقت نہ آئے !
ایسے میں بھی ہم صاحبِ کردار رہیں گے

ہم سندھی و پختون پنجابی و بلوچی
تیرے ہی اشاروں کے طلبگار رہیں گے

مصباح ہم اس دیس کے بیدار محافظ
دشمن کے ارادوں سے خبردار رہیں گے

بشیر فاروق

بدل دیں قائد اعظمؒ نے اک ملت کی تقدیریں
چراغِ راہِ ملت بن گئیں ایماں کی تنویریں

فروغ صبح کی مانند ہم اُبھرے ہیں مشرق سے
ہمارے سوز حریت کی دیکھے کوئی تاثیریں

نشاں مٹ کر رہا آخر یہاں سے اہلِ باطل کا
عیاں ہو کر رہیں اقبال کے خوابوں کی تعبیریں

یہ ثابت کر دیا بابائے ملت نے زمانے پر
رہِ حق سے مٹا سکتی نہیں مومن کو شمشیریں

یہ فرمایا تھا خود ہی قائدِ اعظمؒ نے ملت سے
اُٹھیں گی حق کی بنیادوں پہ پاکستاں کی تعمیریں

ہلالی سبز پرچم شرق سے تا غرب چمکے گا
ہر اک ذرے سے مانگے گی جلا سورج کی تنویریں

تعصب رنگ و نسل و قومیت کا زہر قاتل ہے
یہ وہ لعنت ہے جس کے سامنے عاجز ہیں شمشیریں

اخوت کے یہ معنی ہیں وفاداری ہے نام اس کا
" لہو لاہور کا ٹپکے اگر ڈھاکہ کا دل چیریں "

نذرانۂ عقیدت

شمس وارثی لکھنوی

پھر نگاہوں میں کوئی صورت زیبا ابھری
لب پہ پھر تذکرۂ قائداعظمؒ آیا
جس کی راہوں میں بڑے سخت مصائب ٹوٹے
اور کبھی جس کی جبیں پر نہ کوئی خم آیا

ہاں وہی مرد جری قائد اعظمؒ جس نے
قوم کو عزّت و عظمت سے سرافراز کیا
منقسم کتنے گروہوں میں تھے ملّت کے نفوس
ایک مرکز پہ انھیں لاکے ہم آواز کیا

زیر پا جس کے تھی ایقان و عمل کی منزل
درس دنیا کو دیا کوششِ پیہم کیا ہے
جس کو حاصل ہوئی معراج شعور انساں
جس نے سمجھایا ہمیں ہمت آدم کیا ہے

جس کو ہر لحظہ تھی آزادیٔ کامل کی طلب
عزم و تنظیم کا ہر راز بتایا جس نے
فکر سے جس کی ملی ہم کو غلامی سے نجات
خوابِ غفلت سے زمانے کو جگایا جس نے

ذکر اس صاحبِ کردار کا ہے وجہِ نشاط
جس سے تابندہ ہوا مملکتِ پاک کا نام
جس کی عظمت کے ہیں تاریخ کے اوراق گواہ
شمسؔ صد بار اسی قائدِ اعظمؒ پہ سلام

راہبر

منظور عارف

کارواں مدّتوں تیرگی میں رہا — لیکن آخر اسے ایسا رہبر ملا
جس کے پاس آگہی کی وہ قندیل تھی — روشنی جس کی اک نور کی جھیل تھی
اور تاریک جادہ چمکنے لگا

چشمِ نرگس گلستاں میں روتی رہی — دم بدم دانہ دانہ پروتی رہی
ناگہاں اس کو اک دیدہ ور مل گیا — اہلِ گلشن کو اہلِ نظر مل گیا
اور نرگس ہر اک شے کو تکنے لگی

چشمِ نرگس مگر کب تلک دیکھتی — آخر کار بجھ ہی گئی روشنی
روشنی بجھ گئی، روشنی کے نشاں — ہیں ستارے سے بن کر فضا میں رواں
یہ ستارے اندھیروں پہ چھا جائینگے

چشمِ نرگس ذرا سوز بھر اشک میں — کچھ ملا رنگ خونِ جگر اشک میں
پھر اسے اپنی پلکوں پہ لا کر اُٹھا — تیرا ہر اشک ہے ایک دُرِ بے بہا
سینکڑوں دیدہ ور تجھ میں پوشیدہ ہیں

تیرگی میں بھٹکتے ہوئے دوستو — خوف کھاتے جھجکتے ہوئے دوستو
اپنے سینوں کے داغوں کو روشن کرو — آگہی کے چراغوں کو روشن کرو
روشنی رہزنوں کے لئے موت ہے

تیرگی ، رہزنی کے سوا کچھ نہیں　　رہبری روشنی کے سوا کچھ نہیں
روشنی سے بڑا راہبر کون ہے　　تیرگی سے بڑا فتنہ گر کون ہے
تیرگی موت ہے روشنی زندگی ،
زیست کی راہ پر سینکڑوں راہبر　　چل بسے اپنے نقشِ قدم چھوڑ کر
اب نئے راہرو جو ہیں خود راہبر　　کون جانے چلیں کس نئی راہ پر
اور نئی راہ جانے کہاں جائے گی

ذکرِ قائد

راجا رشید محمود

زندگی تاریکیوں میں گم تھی میرے ہمنشیں
تھی بھیانک تیرگی ماحول کے پیشِ نظر

اور فلک پر اک ستارہ بھی نہ تھا روشن کوئی
رات کی گہرائیوں میں ڈوب جاتی تھی سحر

جادۂ روشن دکھایا حضرت اقبال نے
ہاں وہی جادہ - کہ ہے جو منزلِ نجم و قمر

اس طرح کوشاں ہوئے راہ وفا میں اہلِ ذوق
سعیِ پیہم، جانفشانی مطمحِ قلب و نظر

روشناسِ منزلِ مقصود ہو سکتے نہ تھے
رہنمائی قائدِ اعظمؒ نہ فرماتے اگر

چھ ستمبر کو انہی کی رہنمائی کے سبب،
پا سکے کفّار پر فضلِ خدا سے ہم ظفر

آج پھر ہیں غیرتِ قومی کی رہ پر گامزن
گردِ راہِ قائدِ اعظمؒ ہوئی ہے ہم سفر

ان کا استقلال و تنظیم و اخوت کا سبق
ہم مسلمانوں کو ہر اک جنگ میں دے گا ظفر

دیں کے دشمن خائب و خاسر رہیں گے ملک میں
اور ختم المرسلیںؐ کے نام لیوا بہرہ ور

آج ارضِ پاک میں قائد کا ذکرِ خیر ہے ،
دیکھنا محمود حدِّ ذوقِ اربابِ نظر

قائدِ اعظمؒ کے حضور

تسنیم کوثر گیلانی

اے قائدِ اعظمؒ
وہی آواز سُنا دے
وہی آواز جو اک قوم کی تقدیر بنی تھی
گفتار میں، کردار میں، ہر دل میں ڈھلی تھی
طوفاں میں پلی تھی

اے قائدِ اعظمؒ
وُہی جذبات جگا دے
جذبات ۔ جو اِک قوم کے اعمال بنے تھے
آغوش میں طوفان لئے آگے بڑھے تھے ۔
رستوں پہ چلے تھے کبھی راہوں میں کٹے تھے ۔

اے قائدِ اعظمؒ
ہمیں تنظیم سکھا دے۔
ہمیں ایمان عطا کر، ہمیں احساس عطا کر، ہمیں آواز عطا کر
ہمیں اِک قوم بنا دے
ہمیں وہ درس سکھا دے
جو کبھی تو نے دیا تھا
اک ذرّۂ ناچیز کو ہم دوشِ ثریا بھی کیا تھا۔

حسرتِ تعمیر
قائدِ اعظمؒ کے حضور میں

ناصر کاظمی

کارگاہِ شوق میں خالی ہے تیری جا ! ابھی
قائدِ اعظمؒ تجھے بھولی نہیں دُنیا ابھی

ہم سے جو وعدہ کیا تھا تو نے پورا کر دیا
اپنا وعدہ ہے مگر شرمندۂ ایفا ابھی

گرچہ تیرے فیض سے آباد ہے بزم سُبو
اہلِ ہمت سے مگر خالی ہے میخانہ ابھی

فکرِ تعمیرِ چمن میں ہم بھی جلتے ہیں ، مگر
تو نے جو سوچا تھا وہ ہم نے نہیں سوچا ابھی

دن منا لیتے ہیں تیرا اور سو جاتے ہیں پھر
مجھ کو اپنے ہمنواؤں سے ہے یہ شکوا ابھی

ہاں ابھی درکار ہے کچھ اور خونِ دل اِسلیے
سبزہ اس گلزار کا ہے ہم سے بیگانہ ابھی

کچھ عناصر ہیں کہ جن کے پُر ہوس انفاس سے
اس جہانِ پاک کا دامن ہے کچھ میلا ابھی

آ رہی ہے وادیٔ کشمیر سے مبہم صدا
تشنۂ تکمیل ہے اس دیس کا نقشہ ابھی

پھونک ڈالے جو خس و خاشاکِ غیر اللہ کو
دل کے خاکستر میں وہ شعلہ نہیں بھڑکا ابھی

تو بھی سچ کہتا ہے ناصرؔ سرد ہے محفل مگر
سچ تو یہ بھی ہے کہ تیرا دل نہیں جاگا ابھی

صغیر حسین خاں نظیر لدھیانوی

لہرایا ترے ہاتھ میں اسلام کا پرچم
اے قائدِ اعظمؒ
ہمراہ ترے امّتِ سرکارِ دوعالم
اے قائدِ اعظمؒ

اسلامیوں کو تونے ہی اک قوم بنایا
اک رہ پہ لگایا
تونے ہی کیا قوم کی بنیاد کو محکم
اے قائدِ اعظمؒ

اک عمر سے بے چین تھا جو پیاس کے مارے
گنگا کے کنارے
اس قافلے کو تونے دکھائی روزِ مزم
اے قائدِ اعظمؒ

اس دیس میں اس وقت دیا تونے سہارا
بگڑی کو سنوارا
ادبار کا ہنگام تھا اور قوم تھی بے دم
اے قائدِ اعظمؒ

پیری میں جوانوں کے سے انداز دکھائے
اعجاز دکھائے
ہمت کو تری دیکھ کے حیران ہے رستم
اے قائدِ اعظمؒ

بیشک کسی صورت سے خریدا نہ گیا تو
بے داغ رہا تو
دل تیرا لبھا سکتے ہیں دینار نہ درہم
اے قائدِ اعظمؒ

ہے تیری صدا ٹوٹے ہوئے دل کا سہارا
بیماروں کا چارہ
ہے تیری نظر زخمِ جگر کے لئے مرہم
اے قائدِ اعظمؒ

اسلام کی محفل میں وہ سرمست جواں ہیں — شیرانِ ثریاں ہیں
تھم جائے جو وہ گردشِ دوراں کو کہیں تھم — اے قائدِ اعظمؒ
اس قلزمِ وحدت کا شناور ہے مسلماں — جس کا نہیں پایاں
کب بحر در آغوش کو منظور ہے شبنم — اے قائدِ اعظم

قائدِ اعظمؒ

ہدایت اللہ اختر

لباسِ عزم و عمل میں وہ بادقار آیا
خزاں کا دور گیا موسم بہار آیا
کسی نے اس کے عزائم کو لازوال کیا
کسی نے قائدِ اعظمؒ اسے خیال کیا

مُردہ رُوح کو اک تازہ رنگ رُوپ ملا
ہوائے صبحِ مسرت سے غنچہ دل کا کھلا
جہاں میں دورِ غلامی کا ختم ہو کے رہا
زمیں کے دل میں وہ خوشیوں کے بیج بو کے رہا

یہ سب درست ہے بدلی فضا زمانے کی
ضیا پذیر ہوئیں سُرخیاں فسانے کی
یہ سب درست کہ سازوں پہ گیت لہرائے
بڑے حسین تصوّر بڑے قریب آئے

بجا کہ صبحِ وطن ہے بہار کی تقدیر
مگر اداس ابھی تک ہیں جموّں و کشمیر

یہ داغ صبحِ وطن کی جبیں سے دھونا ہے
اس ایک فرض سے بھی سرخرو تو ہونا ہے

اغلاط نامہ

نمبر شمار	غلط الفاظ	صحیح الفاظ	صفحہ نمبر	سطر نمبر
۱	کھی تھی	کھی تھیں	۵	۷
۲	ہے	وہ	۷	۱
۳	آج دنیا	آئی دنیا	۷	۳
۴	دارِ حق	دارِ فتح	۹	۶
۵	صاحب جفا	صاحبِ وفا	[illegible]	[illegible]
۶	خودآشنا	خرد آشنا	۱۲	۱
۷	ہیں بہم	ہیں باہم	۱۸	۱۰
۸	ہیں شمع رہ ترا	ہیں شمع رہ تیرے	۲۰	[illegible]
۹	کنارے آگہی	کنارے آگہی	[illegible]	[illegible]
۱۰	خدا فقط	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۱	قوی	[illegible]	۳۵	[illegible]
۱۲	مسٹر علی جینا	مسٹر علی جینا	۳۵	[illegible]
۱۳	دستہ	مشہور	۴۱	[illegible]
۱۴	مرد ارض پاکستان	[illegible] ارضِ پاکستان	۴۳	[illegible]
۱۵	عزم کامران	عزم کامراں	۳۴	۵
۱۶	جیسے ملے	جیسے ملی	۵۹	۸
۱۷	تھی چناروں	تھیں چناروں	۵۷	۱۵
۱۸	پیکر آثار	پیکرِ ایثار	۶۱	۱۰
۱۹	چمک	چمکے	۶۴	۳
۲۰	کاروان خرد	کاروانِ خرد	۶۶	۶
۲۱	دیدہ حق ہیں	دیدۂ حق بیں	۷۲	۴
۲۲	دشوار انگیز	شورانگیز	۷۳	۴
۲۳	مقصد	مقصود	۷۵	۸
۲۴	لہو اور پسینے ہیں	لہو اور پسینے میں آلود ہیں	۷۵	۹
۲۵	قائم ہیں	قائم ہیں	۷۵	۱۰
۲۶	جگر دوزادا	جگر دوز روداد	۷۶	۲
۲۷	زرکا	زرکار	۷۶	۴
۲۸	مقصد	مقدس	۷۶	۵
۲۹	ہم سندھی پختون و پنجابی و بلوچی	ہم سندھی پنجابی و پختون و بلوچی	۸۹	۹